© rasailojaraid.com

رسائل و مسائل

والدین کی جانب سے تحریکی کام کی مخالفت

سوال: میں ایم بی بی ایس سال آخر کا طالب علم ہوں۔ ۴ سال سے اسلامی جمعیت طلبہ سے وابستہ ہوں اور آیندہ بھی تحریک اسلامی کے ساتھ کام کرنے کا عزم رکھتا ہوں۔ میری والدہ نماز کی پابند ہیں۔ روزانہ قرآن باترجمہ پڑھتی ہیں لیکن میری ان سرگرمیوں کی سخت مخالف ہیں اور شدت سے منع کرتی ہیں۔ دین میں والدہ کی اطاعت کی اتنی زیادہ تاکید ہے۔ میں سخت پریشانی میں ہوں' کیا کروں؟ (سوال میں تفصیل ہے' یہاں اختصار کر دیا گیا ہے)۔

جواب: والدہ صاحبہ اور دیگر اہل خانہ کی طرف سے تحریکی سرگرمیوں اور اسلام کا مطالعہ کرنے پر برہمی اور مخالفت کے بارے میں آپ نے جو تفصیل خط میں لکھی ہے اس سے دو باتیں واضح ہوتی ہیں۔ اول یہ کہ ہدایت اور رہنمائی فی الواقع اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔ اس لیے والدہ صاحبہ کی مزاحمت کے باوجود الحمدللہ آپ پُرعزم طور پر تحریک سے وابستہ ہیں اور اسلام کو سمجھنے اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنے پر شعوری طور پر قائم ہیں۔ یہ بڑے نصیب اور حوصلے کی بات ہے۔ اس پر آپ جتنا بھی اللہ کا شکر ادا کریں کم ہے۔ دوسری بات یہ واضح ہوتی ہے کہ والدین اپنے بچوں کی بھلائی' اچھائی اور فلاح کے بارے میں مخلص ہونے کے باوجود انسان ہونے کے سبب غلطی کر سکتے ہیں اور بعض معاشرتی رجحانات اور جاہلی خاندانی روایات کی بنا پر اولاد سے اپنے اخلاص و محبت کے باوجود غیر عقلی اور غیر اسلامی رویہ اختیار کر سکتے ہیں۔ ایسی صورت حال میں ہمیشہ ان کے لیے دُعا کرنی چاہیے کہ اللہ انھیں حق کو پہچاننے' سمجھنے اور اس پر عمل کی توفیق دے اور وہ روایتی اور رسمی اسلام سے نکل کر حقیقی اور قرآن و سنت پر مبنی اسلام کی برکتوں سے فیض یاب ہوسکیں۔

آپ کے خط میں آخر میں جو بنیادی سوالات اٹھائے گئے ہیں ان کا سامنا دَور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک ہر طالب علم کرتا رہا ہے اور قیامت تک کرتا رہے گا۔ جب حضرت ابراہیمؑ' حضرت موسٰیؑ اور دیگر انبیاے کرام علیہم السلام نے اپنے اہل خانہ اور اہل قریہ کو دعوت حق دی تو جواب یہی تو تھا'' ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا کرتے ہوئے نہیں پایا۔ اگر ہم نے تمھاری بات مان لی تو خاندان اور قبیلے والوں کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سامنے ناک کٹ جائے گی۔ دین و ملک خطرے میں پڑ جائے گا"۔ لیکن انبیاے کرام نے اپنے والدین کی اور اہل خانہ کی مخالفت کے باوجود دین حق کو متاع حیات بنایا اور اس کے باوجود آذر جیسے باپ کے لیے محض اس بنا پر ربّ کریم سے دعا کی کہ باپ سے وعدہ کر لیا تھا کہ میں آپ کے لیے اللہ سے مغفرت طلب کروں گا۔

آپ کو علم ہے حضرت ابوہریرہؓ جب اپنے خاندان کی روایات کے خلاف دین حق قبول کرنے کے لیے روانہ ہوئے تو کسی سفاک اور ظالم فرعون نے نہیں' ان کی اپنی والدہ نے ان کے جسم سے کپڑے تک اُتروا لیے اور وہ ایک مانگے کی چادر سے اپنے جسم کو چھپاتے' پُرعزم اور باہمت طور پر دعوت حق سے بال برابر پیچھے نہ ہٹے!

قرآن کریم نے سورہ بنی اسرائیل اور دیگر مقامات پر والدین کی اطاعت و فرماں برداری کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے ساتھ مشروط کر دیا ہے' یعنی اگر والدین اللہ کی اطاعت کی راہ میں حائل ہوں اور اللہ کے ساتھ شرک کا حکم دیں تو ان کی اطاعت معصیت اور ان کی نافرمانی دینی فریضہ ہوگی۔ اسلام کا اصول ہے "خالق کی معصیت میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں"۔

صبح کی خواب آور فضا میں جب مؤذن مسجد کی طرف بلاتا ہے تو ابلیس اور اس کی ذریت اللہ کی بندگی کی جگہ نفس کی بندگی کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ اگر ابلیس کی بات مان لی جائے تو گویا چند لمحات کے لیے ایک شخص نفس کو اللہ کی حاکمیت میں شریک کر لیتا ہے' اور یہ بھی شرک کی ایک قسم ہے۔ جب خاندانی رسوم و رواج اسلام کی واضح تعلیمات سے ٹکراتی ہوں اور ایک شخص بزرگوں کے کہنے پر ان رسوم و رواج کی پیروی کرے تو وہ شرک کا ارتکاب کرتا ہے کہ اس نے بندۂ ربّ ہوتے ہوئے رسوم و رواج کو اپنا خدا بنا لیا۔

والدین کی اطاعت قرآن و سنت کی رُو سے مشروط ہے' مطلق نہیں ہے' اور جس طرح والدین کی اطاعت فرض ہے اسی طرح دین کے علم کا حصول بھی فرض عین ہے اور دعوت و تبلیغ یا امر بالمعروف و نہی عن المنکر بھی ایک انفرادی اور اجتماعی فریضہ ہے۔ اگر آپ کی والدہ صاحبہ قرآن باترجمہ پڑھتی ہیں تو انھیں محبت و احترام سے یہ بات سمجھایئے کہ کیا وہ چاہتی ہیں کہ ان کا چہیتا بیٹا ہدایت کی روشنی کو چھوڑ کر جاہلیت کی تاریکی کی طرف لوٹ جائے اور چاہے اس دنیا کے مادی فوائد حاصل کر لے لیکن آخرت میں نقصان میں رہے۔

بہ ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی والدہ صاحبہ کو زندگی کے کسی مرحلے میں کسی ایسے تلخ تجربے کا اتفاق ہوا ہے جس میں انھوں نے یہ محسوس کیا کہ اللہ کے دین کے لیے کام کرنے والے ان معاملات میں جنھیں ہم دُنیاوی کہتے ہیں دوسروں سے پیچھے رہ جاتے ہیں اور ان کی پہنچ حد سے حد مسجد کی امامت تک ہوتی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہے۔ وہ اپنے گھر والوں اور کاروبار کو چھوڑ کر مہینوں دین کی تبلیغ کے لیے باہر رہتے ہیں۔ اس لیے انھوں نے یہ رائے قائم کر لی کہ صرف نماز' روزہ اور وہ بھی گھر میں بیٹھ کر کر لینے سے اللہ تعالیٰ خوش ہو جائیں گے اور اعلیٰ سرکاری ملازمت یا کسی تجارتی ادارے میں سربراہ بن کر مادی فوائد حاصل کر لینے سے زندگی کامیاب ہو جائے گی۔

دین اور دُنیا کی تفریق کا یہ تصور قرآن و سنت کے منافی ہے۔ قرآن و سنت زندگی کے تمام معاملات میں توحیدی اتحاد چاہتے ہیں' ٹکراؤ اور تضاد کی اجازت نہیں دیتے۔ اسی طرح قرآن و سنت دعوتی اور تحریکی کاموں کے ساتھ والدین کے حقوق کی ادایگی' حصول علم اور معاشرے میں فعال فرد کی حیثیت سے ایک اچھے خاندان اور اخلاقی معاشی کردار کا مطالبہ کرتے ہیں۔ دین کی جامع فکر اور دین کی رسمی فکر میں بنیادی فرق یہی ہے کہ اول الذکر حیات انسانی کے تمام معاملات میں ہم آہنگی اور عدم تضاد چاہتا ہے' اور ثانی الذکر دین کی جگہ ''رسمی مذہبیت'' کے ساتھ شان دار مادہ پرستی' رسم پرستی' خاندان پرستی اور نفس پرستی سے خوش ہوتا ہے۔

بلاشبہ جنت ماں کے پاؤں تلے ہے لیکن اس وقت جب ماں بیٹے کو جنت کی طرف جانے کے راستے پر عمل کرنے دے اور اس میں رکاوٹ نہ بنے۔ اولاد سے صحیح محبت وہ ہے جو قرآن و سنت کی پیروی میں ہو۔ اسلام محض کلمہ گوئی کا نام نہیں ہے۔ یہ کلمے پر عمل کا نام ہے۔ منہ سے کہہ دینا کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی رہنما' آخری رسولؐ اور ہادی اعظمؐ ہیں' اور عملاً مادی منفعت کو اپنا خدا بنا لینا' رسوم و رواج کو پوجنا کلمے کے انکار کے مترادف ہے۔

جیسا کہ اُوپر کہا گیا ہے کہ فرائض دین میں اطاعت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اگر اللہ نے اقامت صلوٰۃ کا حکم دیا ہے اور ایک شخص گھر میں نماز پڑھتا ہے تو وہ بنیادی تعلیم کا انکار کرتا ہے۔ یہ اختیار کسی بندے کو نہیں ہے' وہ والدین ہوں یا حکومت وقت۔ اسی لیے قرآن کا واضح اصول ہے کہ اولوالامر کی اطاعت صرف اس وقت تک ہے جب تک ان کا حکم قرآن و سنت کے مطابق ہو ورنہ کوئی اطاعت نہیں ہے۔ لیکن یہ مناسب نہیں ہے کہ والدین کے ساتھ بے ادبی اور بدتمیزی اختیار کی جائے بلکہ محبت و احترام سے انھیں سمجھایا جائے اور بار بار سمجھایا جائے اور کسی موقع پر بھی کوئی سخت لفظ استعمال نہ کیا جائے' چاہے ان کا رویہ اہل مکہ کی طرح کا ہی کیوں نہ ہو۔

اگر آپ کی والدہ کے ذہن پر بوجوہ کوئی اثرات ہیں تو اس کے علاج کی فکر کیجیے تاکہ ان کی سوچ مثبت اور تعمیری بن سکے۔ دعوتی کام تو زندگی کی سب سے قیمتی متاع ہے' اسے کسی قیمت پر بھی نہیں چھوڑا جا سکتا۔ ہاں' یہ نہ بھولیے کہ خود والدین کو حکمت و محبت سے دعوت دینا بھی آپ کے فرائض میں شامل ہے اور گھر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے باہر کام کرنے کے ساتھ ساتھ واجب ہے۔ اس لیے اگر وہ ترجمان القرآن پڑھنے پر آمادہ نہ ہوں تو گفتگو میں اس کے کسی اچھے مضمون کا خلاصہ بیان کر دیجیے۔ کبھی قرآن کریم کی کسی آیت کی تشریح تفہیم القرآن کی مدد سے بغیر یہ بتائے کہ کون یہ کہتا ہے، ان کے سامنے رکھیے۔ اگر کسی اجتماع سے آپ کوئی بات سمجھ کر آئے ہیں تو اسی موضوع پر کسی مناسب موقع پر والدہ سے بات کیجیے اور ان سے اس کا حل پوچھیے اور پھر عاجزانہ رائے کے طور پر جو آپ نے خود مطالعہ کیا ہو یا کسی سے سمجھا ہو، انھیں بتائیے۔ اور اس پورے کام کو دعوتی کام ہی سمجھیے۔ ساتھ میں اللہ تعالیٰ سے دعا لازماً کیجیے۔ ہمارے قلوب اسی کی گرفت میں ہیں، وہی دین کے لیے سینہ کو کشادہ کرتا ہے، وہی راہ راست دکھاتا ہے اور وہی راہ راست پر قائم رکھتا ہے۔ فنعم المولٰی ونعم النصیر۔ (ڈاکٹر انیس احمد)

مصنوعی بالوں کی پیوند کاری

س: آج کل بالوں کی پیوند کاری ہو رہی ہے، یعنی جلد میں آپریشن کے ذریعے مصنوعی بال لگائے جاتے ہیں۔ ایک جھلی پر بال (مصنوعی) چپکا کر جھلی سر پر جہاں بال نہ ہوں چپکا دی جاتی ہے۔ مندرجہ بالا دونوں صورتوں میں بال ہمہ وقت موجود رہتے ہیں۔ کیا غسل اور وضو اس صورت میں ہو جاتے ہیں یا نہیں؟

ج: اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس کا جسم و جان امانت کے طور پر عطا کیا ہے۔ اس امانت کا حق اس طریقے سے ادا کیا جا سکتا ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی کے مطابق استعمال کیا جائے۔ لہٰذا ترک و اختیار میں شریعت سے انحراف اس امانت کا ناجائز تصرف ہوگا۔

۱- بالوں کی پیوند کاری تغیر فی خلق اللہ کے زمرے میں آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مصنوعی اور غیر فطری کاموں سے منع کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا ط لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ط ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ لا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ (الروم ۳۰:۳۰)

اس فطرت پر قائم ہو جاؤ جس پر اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کی بنائی ہوئی ساخت میں تبدیلی نہیں کی جا سکتی، یہی بالکل درست دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد احادیث جو حدیث کی معتبر ترین کتب میں مذکور ہیں، ان میں آپ نے صریح الفاظ میں اس مصنوعی فعل سے منع فرمایا ہے۔ حدیث میں آتا ہے: "لعن الواصلة والمستوصلة

© rasailojaraid.com